کچھ یادیں کچھ باتیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ

از:

حضرت مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

(استاذِ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل سملک، گجرات، الہند)

۲۷/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱/جولائی ۲۰۱۹ء

ناشر:

دارالحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ

سوداگرواڑہ، سورت

Email : darulhamd2017@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ: حضرت مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم کا یہ مضمون بذریعۂ آڈیو موصول ہوا جس کو دار الحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے قلم بند کیا اور یہیں سے اس کو حضرت موصوف کی اجازت وشکریہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک

محدث کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ پر بہت کچھ لکھا گیا۔ حضرت کی شایان شان لکھا گیا، لکھا جارہا ہے، اور ان شاء اللہ لکھا جاتا رہے گا۔ بندۂ ناچیز کو حضرتؒ کے ساتھ رہنے کا بفضلہ تعالی کئی مرتبہ موقع ملا۔ تو کچھ باتیں جو ظاہر میں بہت چھوٹی چھوٹی ہیں لیکن امید ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا، اس نیت سے کچھ باتیں عرض کردیتا ہوں۔ جو کچھ پیش کیا جارہا ہے وہ فائدہ عامہ کے پیش نظر عرض کردیتا ہوں۔

جب بندہ عربی دوم میں پڑھتا تھا تو استاد محترم حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی دامت برکاتہم العالیہ کی برکت سے حضرت شیخ یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہوئی۔ چونکہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں (۱۹۸۴ء-۱۹۸۵ء) اپنے سبق میں فرمایا کرتے تھے کہ گجرات سے دو طالب علم میرے پاس کماحقہٗ پڑھ کر گئے[۱]، ایک عبد اللہ اور دوسرا اسماعیل۔ عبد اللہ سے مراد حضرت مفتی عبد اللہ صاحب ہانسوٹی دامت برکاتہم اور اسماعیل سے مراد حضرت الاستاذ مولانا اسماعیل چاسوی صاحب۔ حضرت الاستاذ درس میں اس انداز سے تذکرہ کیا کرتے تھے کہ ہمیں عربی دوم ہی سے حضرت شیخ یونس صاحبؒ سے محبت ہوگئی

---

۱) اگرچہ بعد میں گجرات کے بہت سے نامور حضرات نے حضرت شیخ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

تھی اور دل میں بے اختیار یہ رجحان پیدا ہوا کہ ان سے ہی مجھے بیعت ہونا چاہیے۔ اور اسی غرض سے عربی دوم کے بعد والے سال میں رمضان گذارنے سہارنپور پہنچا۔

اس سے ایک بات یہ سیکھنے ملی کہ اساتذہ اپنے تلامذہ کے سامنے اکابرین کا تذکرہ کیا کریں اور ان کے واقعات سنایا کریں۔ اس کی برکت سے اکابرین سے عقیدت وربط پیدا ہوگا۔

حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ کا تحمل:

اُس سال حضرت پیر مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے سہارنپور کے حالات کے پیش نظر موچیوں کی مسجد میں اعتکاف کیا تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ سہارنپور کے کلالوں کی طرف سے حضرت مولانا طلحہ صاحب کے خلاف بڑا بینر (Banner) لگایا گیا تھا۔ اس کے باوجود حضرت مولانا طلحہ صاحب نے کبھی بھی ان کے ساتھ بدلے اور انتقام کا معاملہ نہیں کیا۔ حضرت اپنے معمولات، تسبیحات اور خانقاہ میں مشغول رہے۔ حضرت شیخ مولانا یونس صاحبؒ روزانہ مدرسہ سے خانقاہ میں ایک مرتبہ تشریف لایا کرتے تھے۔ تو حضرت کو واپس پہنچانے کے لیے ساتھ جانے کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔

ایک پلیٹ سے دوسری پلیٹ میں کھانا منتقل کرنے کا عمدہ طریقہ:

حضرت پیر مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ روزانہ پلاؤ کی دیگ جو مہمانوں کے لیے تیار ہوتی تھی، اس میں سے ایک پلیٹ حضرت مولانا یونس صاحبؒ کو پہنچانا ہے، اور یہ خدمت بندے کو ملی۔ جب پہلے دن پہنچانے کے لیے گیا تو چونکہ بہت چھوٹا طالب علم تھا، اس وقت حضرت نے فرمایا کہ تجھے میری پلیٹ میں کھانا منتقل کرنا آتا ہے؟ میں نے معروف طریقے سے کھانا منتقل کیا۔ تو شیخؒ نے فرمایا کہ اس

طرح نہیں ،لاؤ میں تمہیں کھانا کیسے منتقل کرنا ہے ؛سکھاتا ہوں۔ پھر حضرت نے اپنے حجرے کی پلیٹ منگوائی ، پھر کہا کہ باہر ہینڈ پمپ (Hand-Pump)لگا ہوا ہے وہاں جاؤ!اور تھوڑی دیر چلاتے رہنا تاکہ جمع شدہ پانی نکل جائے ، پھر جب صاف پانی آئے تب میری پلیٹ دھولو۔ پھر فرمایا کہ تم جو خانقاہ سے پلیٹ لائے ہواس کے اوپر میری پلیٹ رکھ دو، پھر اس کو پورا الٹ دو۔تاکہ ہاتھ اور چمچ کچھ لگانا نہ پڑے اور سب کے سب چاول بیک وقت منتقل ہوجائیں ۔اس طرح چاول منتقل کرنے کا بہترین ،عمدہ محتاط طریقہ جس میں ایک دانہ بھی نیچے نہ گرے ،حضرت شیخؒ نے مجھ چھوٹے سے طالب علم کوسکھایا۔اور ہینڈ پمپ سے فوراً پانی نہ استعمال کیا جائے بلکہ تھوڑا پانی چلاجائے تاکہ صاف پانی آنے لگے، یہ بھی سیکھنے کوملا۔

محدث کبیر باہر استنجا خانے جاتے تھے:

اس زمانے میں حضرت شیخؒ دارِ قدیم میں مقیم تھے اور بلا مبالغہ میں کہتا ہوں کہ حضرت کا حجرہ ، حجرہ نہیں تھا بلکہ ایک کتب خانہ تھا۔ چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں تھیں، اور ایک چھوٹا پرانا قدیم انداز کا حجرہ اور اسی حجرے میں حضرت کا قیام رہا کرتا تھا۔اور اس وقت حجرے کے اندر استنجا خانہ بھی نہیں تھا۔حضرت اتنے بڑے محدث ہونے کے باوجود باہر استنجے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

دولہا اور بارات:

کبھی کبھی حضرت جب موچی والی مسجد میں تشریف لاتے تو واپسی میں دارِ قدیم تک پہنچانے کے لیے بھائی مولانا مجاہد آگروی صاحب کے ساتھ ہمیں پہنچانے کی سعادت

حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ایک مرتبہ ہم پہنچانے جارہے تھے کہ راستے میں ہمیں ایک بارات مل گئی۔بارات کسی غیر مسلم کی تھی،بڑی بھیڑ بھاڑ تھی۔حضرت کے ہاتھ میں جو عصا تھا اس کا ایک کنارہ بھائی مجاہد نے پکڑ لیا،اور ایک میں نے پکڑ لیا اور بیچ میں عصا کو لمبائی میں کردیا اور حضرت کو بچاتے ہوئے ہم جانے لگے۔حجرے پر پہنچ کر بہت ظرافت سے ارشاد فرمایا کہ اس دولہے کو گھوڑے پر کس نے بٹھایا؟ وہ تو کالا سا تھا۔میں نے عرض کیا کہ حضرت جس کا نکاح ہوتا ہے اسی کو تو گھوڑے پر بٹھایا جاتا ہے،اس میں کالے گورے سے کیا مطلب؟ حضرت بھی اس چھوٹے سے طالب علم کے جواب کو سن کر مسکرانے لگے۔

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور حضرت شیخ یونسؒ:

پھر ایک وقت وہ آیا جب دیوبند چھتہ مسجد میں میرے پیر ومرشد واستاذ حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنا جانا شروع ہوا اور جس سال میں دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث پڑھ رہا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت شیخؒ اتنے بڑے محدث ہونے کے باوجود جمعرات کے دن سہارنپور سے سفر کر کے دیوبند تشریف لاتے۔اور اس وقت بس میں سفر کرتے تھے اور دیوبند بس اڈے پر اتر کر رکشا میں چھتہ مسجد میں تشریف لاتے اور حضرت کی مجلس میں برابر تشریف فرما ہوتے اور بعض مرتبہ طالب علمانہ انداز میں بعض سوالات بھی کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور انھوں نے شیخؒ سے حدیث کے متعلق کچھ پوچھا تو حضرت شیخؒ کا یہ جملہ تھا کہ ہم تو حضرت اقدسؒ کے سامنے ایک طالب علم جیسے ہیں اور ہم حضرت سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ روایت کہاں ملے گی،غرض یہ کہ اس طرح بس

میں آنا رکشہ میں آنا اور پھر طالب علمانہ انداز میں سوال کرنا؛ اتنے بڑے محدث ہونے کے باوجود یہ ہمارے لیے بہت بڑی سیکھنے کی بات ہے۔

حضرت کے ساتھ پہلا حج:

چکھلی، ضلع نوساری کے میرے دوست حاجی ہارون بھائی بھامجی نے جب حج کا ٹور شروع کیا تو سب سے پہلے سال حضرت مولانا صالح صاحب بھوریوی اور دوسرے گجراتی تلامذہ کی وساطت سے حضرت شیخؒ، ہارون بھائی کی ٹور میں حج کے لیے تشریف لائے اور محلہ شامیہ میں قیام ہوا۔تو اس موقع پر حضرت کے ساتھ پورا حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں بنک بیڈ (Bunk Bed) ہوا کرتے تھے یعنی اوپر نیچے سوسکیں ایسی چارپائیاں تھیں۔تو ذمہ داروں کی طرف سے تقسیم یوں ہوئی کہ شیخؒ چارپائی کے نیچے والے حصے میں، اور مجھے اوپر والے حصے میں سونا ہے۔ جرأت نہیں ہوتی تھی اوپر جانے کی لیکن قانون کے حساب سے چارپائی پر سونا لازم تھا اور شیخ کے حکم سے میں مجبوراً اوپر جاکر سویا کرتا تھا اور بہت سہما سہما رہتا تھا کہ کہیں میرے پلٹنے اور حرکت کی وجہ سے حضرت کے آرام میں کچھ خلل نہ آئے۔ بارہا میں نے یہ بات دیکھی کہ حضرت لیٹ جاتے، چادر اوڑھ لیتے اور لوگوں کو یوں لگتا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں، لیکن میں نے دیکھا کہ بارہ تسبیح کا ذکر حضرت لیٹے لیٹے اپنے بستر پر ہی پورا فرما دیتے، طبیعت میں علالت بھی ہوتی کمزوری بھی ہوتی اور لوگوں کو ظاہر میں یہ محسوس ہوتا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں، لیکن ''اللہ اللہ'' کی تسبیح حضرت پوری فرماتے، کبھی تلاوت کرتے۔ یہ چیز میں نے مکۃ المکرمۃ میں رہتے ہوئے حضرت کے پاس دیکھی۔ وہاں کے قیام کے دوران مناسک کے متعلق

مختلف حدیث کی کتابوں کو حضرت زیر مطالعہ رکھتے۔

حضرت شیخ زکریا صاحبؒ کو خواب میں دیکھنا:

موچیوں والی مسجد کے قیام کے دوران بندے کو حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہٗ کو خواب میں دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔وہ خواب میں نے حضرت مفتی محمد یحییٰ صاحب، حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب حضرت مولانا یونس صاحب کو حضرت مولانا طلحہ صاحب کی ہدایت پر سنایا تھا اور سارے اکابر بہت خوش ہوئے۔

کتب بینی:

حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحبؒ کو اسی دور سے میں نے دیکھا کہ ہمیشہ کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے یہاں تک کہ رمضان میں بھی یہی معمول تھا۔جب کبھی خدمت میں جانا ہوا تو دیکھا کہ یا تو کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہیں یا تلاوت قرآن میں۔

نواپور مدرسہ:

جس زمانے میں ’’نواپور دارالاحسان‘‘ قائم ہوا اس وقت حضرت ڈابھیل تشریف لائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت نواپور میں ایک مدرسہ نیا قائم ہوا ہے جس میں بچے مدرسے کے ماحول میں رہتے ہوئے ضروری اسکول کی تعلیم بھی حاصل کریں گے۔تو حضرت نے دعاؤں سے بھی نوازا اور فرمایا کہ ’’نواپور ہے تو نیا مدرسہ ہی تو قائم ہوگا‘‘ اس طرح حضرت نے لطیفہ بھی ارشاد فرمایا۔

دینی اعتبار سے بنجر بستیوں میں ایمان کی فکر:

اللہ کے فضل وکرم سے جب نورانی مکاتب کا سلسلہ قائم ہوا، تو پنچ محل کے علاقے سے بھی حضرت شیخؒ کو کارگزاری پہنچی تھی کہ وہاں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے لیکن اب تک کوئی مکتب، مدرسہ، عبادت گاہ قائم نہیں ہوئی ہے اور اب بات یہاں تک آگئی کہ لوگ مرتد ہو رہے ہیں تو حضرت بھی اس سلسلے میں نہایت متفکر رہتے تھے۔ جب حضرت کے سامنے یہ حالات آئے تو حضرت ہی کے حکم سے حضرت کے ایک خاص مسترشد حاجی اسماعیل صاحب جو ساؤتھ افریقہ میں رہتے ہیں، انہوں نے عزم کرلیا کہ میں ان مکاتب کے لیے مصارف دوں گا۔ تو بھائی مولانا یونس صاحب رندیرا مقیم مدینہ منورہ کی وساطت سے ان ساؤتھ افریقہ والے اسماعیل بھائی نے مالی تعاون کا سلسلہ شروع کیا اور پنچ محل کے علاقے میں مکاتب کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس وقت پنچ محل علاقے کا جو زون ہے وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی برکت سے قائم ہوا ہے۔ پھر جب بھی ملاقات ہوتی تو حضرت بہت اطمینان سے پنچ محل کے علاقے کی کارگزاری مجھ سے سنتے اور بعض مرتبہ حضرت روتے، خوب روتے اور حضرت کی آنکھوں سے آنسو نکلتے، کے دیکھو ایسی ایسی بنجر بستیاں ہیں کہ جہاں مسلمان آباد ہیں لیکن اب تک کوئی کلمہ نماز سکھانے کا انتظام نہیں ہے۔ جب حضرت کو ہم کارگذاری سناتے کہ اب الحمد للہ وہاں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، تو حضرت خوش ہوتے، دعائیں دیتے اور اس سے آپ رونے لگ جاتے تھے۔

غرض یہ کہ پنچ محل کے علاقے میں ہمارے نورانی مکاتب کا سلسلہ حضرت ہی کی برکت ہے جس میں اب تک گودھرا، شہرا کے اطراف میں تقریباً ۵۰ جیسے مکاتب قائم ہو چکے

ہیں، اور اس میں بہت بڑی تعداد طلباء و طالبات کی ہے جو قرآن کریم ناظرہ مکمل کر چکی ہے اور اب وہ دارالعلوم میں حافظ یا عالم بننے کے لیے جا رہے ہیں۔

حج:

حضرت نور اللہ مرقدہٗ کا سنت کے مطابق حج کرنے کا بڑا اہتمام رہا۔ کبھی کبھی طبیعت کی علالت کی وجہ سے نماز میں حرم نہ جا سکتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں غسل کر رہا تھا کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے آواز دے کر فرمایا کہ محرِم آدمی اس طرح غسل نہیں کیا کرتے ہیں۔ جلدی آؤ اور مجھے نماز پڑھا دو۔ اس طرح حجرے میں حضرت کو نماز پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

روٹی کی کشتی نہ بناؤ؛ سالن کے اسراف پر تنبیہ:

ہم ساتھ میں کھانا کھاتے تو سالن کے اندر شوربا ہوتا ہے، تو جیسا کہ دستور ہے روٹی کا ٹکڑا توڑ کر کشتی بنا کر زیادہ شوربا لے کر کھایا جاتا ہے۔ میں بھی اسی طرح روٹی کے ٹکڑے کو کشتی بنا کر سالن کھانے لگا تو حضرت نے فوراً متنبہ فرمایا کہ یہ غلط طریقہ ہے، اس طرح نہیں کھانا چاہیے، اس میں سالن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ سالن کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ روٹی نرم ہو جائے اور حلق سے اترنا آسان ہو جائے۔ اس طرح شوربا کثیر مقدار میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح کھانے میں بھی حضرتؒ نے میری اصلاح فرمائی۔

تراویح میں کثرتِ تلاوت پر خوشی کا اظہار:

دیوبند میں ہمارے حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی خانقاہ میں رمضان میں بھی

حضرت شیخؒ کی تشریف آوری ہوتی۔ تیسرے عشرے میں کتب خانہ نعمانیہ کے مالک حضرت مولانا طیب صاحبؒ جو شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے خلیفہ تھے، وہ اکیلے تراویح میں قرآن مجید سناتے تھے۔ پہلے دو تین دن حضرت مولانا طیب صاحب چار یا پونے چار پارے سنا دیتے تاکہ ۲۹ کو ختم کرنا آسان ہو جائے۔ تو حضرت شیخ یونس صاحبؒ بہت خوش ہوتے مولانا طیب صاحب کو مبارک باد دیتے کے ماشاءاللہ آج تو آپ نے پونے چار پارے کے قریب تلاوت فرمادی۔ اور خانقاہ میں مختلف حفاظ دوسرے عشرے میں تراویح میں قرآن سناتے، حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم کی ایک ترتیب تھی کہ جو مختلف حفاظ خانقاہ میں آتے تھے، دوسرے عشرے میں سب لوگ تراویح پڑھائیں تاکہ سب لوگ قرآن یاد رکھیں اور یاد کرنے کی توفیق ہو۔

وتر میں مسنون قراءت:

وتر کی نماز بھی؛ جو تراویح اخیری چار رکعت پڑھائے اسی کے ذمے ہوتی۔ وتر میں اگر کوئی مسنون قراءت نہ پڑھے تو حضرت شیخ مولانا یونس صاحبؒ کی طبیعت پر بہت ناگواری ہوتی۔ اور ایک دن تو آپ نے مائک لے کر سنت کی اتباع اور مسنون قراءت کے متعلق بیان کیا۔ سخت لہجے میں بیان کیا اور فرمایا کہ سورۂ اعلیٰ، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کو وتر میں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت کی خانقاہ عالمی ہے، فیض عالمی ہے، اگر یہاں پر سنت قراءت کا رواج عام ہوگا تو پورے عالم میں یہ فیض عام ہوگا۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی:

میرے استاذ محترم حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی دامت برکاتہم العالیہ پر شیخ

یونس صاحبؒ کو بہت اعتماد تھا۔جس زمانے میں ہم لوگ عربی دوم پڑھتے تھے اس زمانے میں حضرت مولانا اسماعیل صاحب شرح عقائد بھی پڑھاتے تھے،آپ کے شرح عقائد کا درس مشہور تھا۔جو بھی سہارنپور جاتا حضرت شیخ یونس صاحبؒ مولانا اسماعیل صاحب کی خیر خیریت معلوم کرتے اور حضرت مہتمم صاحب یعنی حضرت مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نور اللہ مرقدہٗ پر باقاعدہ پیغام بھیجتے کہ مولانا اسماعیل صاحب کو حدیث کی کتابیں دو!انہوں نے حدیث بہت محنت سے پڑھی اوران شاء اللہ بہت شاندار پڑھائیں گے بھی۔ میں اعتماد کر کے یہ پیغام بھیج رہا ہوں۔حضرت شیخؒ کی دعائیں اوران کی توجہات اوران کی تشکیل کی بنیاد پر پھراللہ تعالیٰ نے ہمارے استاد حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی مدظلہٗ کو حدیث کی اعلیٰ خدمات کے لیے قبول فرمایا اور سب سے پہلے مشکوٰۃ ،طحاوی پڑھنے کی ہم کو سعادت حاصل ہوئی اوراب تو ترمذی شریف بھی پڑھا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت الاستاذ کے سایے کو ہم پر تادیر بعافیت قائم دائم فرمائے۔آمین۔

منیٰ کا منظر:

غالباً حج کے چھ یا سات اسفار میں حضرت کے ساتھ منیٰ میں رہنے کا موقع نصیب ہوا۔ایک حج تو مستقلاً اور اس کے علاوہ برادر مکرم مولانا یونس صاحب رندیرا کے طفیل میں حضرت کے ساتھ رہنا ہوتا تھا۔حضرت بہت استقامت کے ساتھ ۱۳؍ذی الحجہ کو بھی منیٰ ہی میں مقیم رہتے تھے اور رمی کر کے تشریف لاتے تھے۔مولانا بدرالدین صاحب اجمل ۱۲؍کی شام کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کی قربانی کرتے اوراس کو پکوا کر بہترین انداز میں رات کو منیٰ میں بھیجتے تھے۔اوراس کھانے سے ہم سب محظوظ ہوتے۔حضرت تو چند لقمے

ہی کھاتے، باقی کھانے سے ہم لوگ ہی فائدہ اٹھاتے تھے۔اور بعد میں شیخ کے انتقال کے بعد والے سال خود مولانا بدر الدین اجمل منیٰ میں موجود تھے۔لیکن آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ تو شیخؒ کی برکت تھی۔اس سال میں خود مکہ میں موجود ہوں لیکن میرے لیے نظم کرنا مشکل ہوا کہ میں منیٰ کے اندر کھانا پکوا کر منگواؤں۔حضرت شیخؒ ہی کی برکت تھی کہ ۱۲/ کی شام کو قربانی بھی ہوتی تھی اور تازہ بکرا پک کر منیٰ میں آتا تھا۔اور منیٰ میں قیام کے دوران ہم نے دیکھا کہ مستقلاً حدیث کا درس جاری رہتا تھا۔عرب طلبہ آتے تھے اور ۳-۴ دن کے اندر پوری پوری کتاب آپ پڑھا دیا کرتے تھے اور منیٰ کہ ان دروس میں ہمیں بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔عرفات کے روز مجھے حکم فرمایا کہ چند منٹ خطبۂ حجۃ الوداع کا خلاصہ سنادو تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہو جائے۔میری دعا اور تقریر سن کر فرماتے: تبلیغ والے تیرا انداز بہت پسند کریں گے۔تجھے پکڑ کر تبلیغ میں لے جائیں گے۔

ہانسوٹ مدرسے میں ختم بخاری شریف کا ایک منظر:

ایک مرتبہ ہانسوٹ حضرت نور اللہ مرقدہ بخاری شریف کے درس کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔بخاری کے درس کے اخیر میں کسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے وجد میں آ کر پر کیف اور پر روحانیت انداز میں پتا نہیں دل کی کتنی گہرائیوں سے لفظ ''اللہ'' ارشاد فرمایا۔ مجمع کے ہر ایک فرد کے دل میں ''اللہ اللہ'' کا ذکر جاری ہو گیا۔میں تو ایک بہت ہی چھوٹا انسان اور بہت پیچھے بیٹھا ہوا تھا تاخیر میں پہنچنے کی وجہ سے۔لیکن پیچھے تک پورے مجمع کے دل کے اندر اللہ اللہ کے ذکر کی کیفیت جاری ساری ہو گئی۔اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا قلبی ربط اور کیسی آپ کے قلب کے اندر ذکر کی کیفیت ہو گی۔اس

محفل کی عجیب لذت آج تک میں اپنے دل میں محسوس کرر ہا ہوں۔اللہ تعالیٰ اپنا صحیح اور حقیقی عشق ہم سب کو نصیب فرمائے۔ یہ ہمارے اکابر کی خصوصیت تھی کہ ایک طرف حدیث کے فن کے امام اور دوسری طرف ذکر اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی گہرائی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے۔

کھروڈ میں ختم بخاری شریف:

ایک موقع پر کھروڈ میں ختم بخاری کے لیے حضرت شیخؒ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت کے درس سے پہلے میرے مشفق حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے بہت مختصر اور جامع تقریر پیش فرمائی جس کا عنوان یہ تھا ’’مغلیہ سلطنت کے دور میں کچھ ایسے لوگ اقتدار پر آئے جن میں بے دینی بہت تھی لیکن پھر ایک وقت آیا کہ اورنگ زیب جیسے بہت ہی دینی فکر اور دینی حمیت رکھنے والے بادشاہ آئے۔تو کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت کی برکت تھی۔‘‘ یہ کہہ کر عوام کو اللہ والوں کی صحبت کی اہمیت سمجھا رہے تھے۔اس درمیان حضرت مولانا عبداللہ صاحب نے حضرت مولانا یونس صاحبؒ کی ایک بات نقل فرمائی کہ آج صبح صبح تہجد کے وقت حضرت شیخ مولانا یونس صاحب فرمانے لگے کہ حدیث شریف کے اندر آئی ہوئی حفاظت کی دعائیں اور اوراد ظاہر میں لوگوں کو چھوٹے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے حادثات اور فتنوں سے حفاظت فرماتے ہیں ۔تو حدیث میں آئی ہوئی حفاظت کی مسنون دعائیں اگرچہ سائز اور مقدار میں چھوٹی ہیں لیکن ان کے فوائد اور ثمرات بڑے عظیم الشان ہیں،اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

غیر مسلم کو ایمان کی دعوت:

حضرت شیخ یونس صاحبؒ نے ایک مرتبہ اپنے سفر کی کارگذاری سنائی کہ حضرت ٹرین میں سفر فرما رہے تھے۔ اڑوس پڑوس والے کسی غیر مسلم سے پہچان ہوئی۔ حضرت سوچنے لگے کہ میں ان کو توحید کی دعوت دوں تو کس طریقے سے دوں ۔ دوران سفر ان لوگوں نے مجھ سے اچھا سلوک کیا تو ان کے سلوک کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ میں ان کو توحید کی دعوت دوں ۔ تو سوچتا رہا کہ کیسے دعوت دوں تو فوراً میرے ذہن کے اندر سورۂ یوسف کی آیت آئی یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ[۱] پھر میں نے اسی آیت کی روشنی میں ان کو توحید کی دعوت پیش کی ۔ دیکھیے ہمارے اکابرین کو جہاں موقع ملا تو دوسرے مذہب والوں کو توحید کی دعوت دینے میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی ۔ ایک غیر مسلم نے حسن سلوک کیا تو اس کے ساتھ بہترین حسن سلوک یہ ہے کہ اس کو توحید کی دعوت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس طرح توحید کی دعوت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے جو اس وقت بہت ضروری ہے۔

---

(۱) یوسف:۴۱